باب 13

عہد علی المرتضیٰؓ

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیجئے۔

جواب

حالاتِ زندگی

تعارف:

حضرت علی المرتضیٰؓ حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد تھے۔ آپؓ کے والد کا اصل نام عبد مناف بن عبدالمطلب تھا لیکن ابوطالب کے نام سے مشہور تھے۔ والدہ کا نام حضرت فاطمہؓ بنت اسد تھا۔ ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن آپؓ کی والدہ فاطمہؓ مسلمان ہوئی تھیں۔ قریش کے قبیلہ ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔ کنیت ابوالحسن تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کو ایک دفعہ مٹی پر لیٹے ہونے کی وجہ سے ابوتراب کہہ کر پکارا تھا اور پھر اس نام سے بھی آپؓ کی شہرت ہوئی۔

آغوش رسالت مآب ﷺ میں:

حضرت علیؓ ابھی صرف پانچ برس کے تھے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنے چچا ابوطالب سے اپنی کفالت میں لے لیا' کیونکہ ابوطالب کے مالی حالات بہتر نہ تھے۔ چونکہ وہ کثیر العیال تھے۔

قبولِ اسلام:

حضرت علیؓ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپؓ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے وقت آپؓ کی عمر باختلاف روایات صرف 109,8 سال تھی۔

علیؓ بستر نبوی ﷺ پر:

ہجرت کے وقت حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو قریش کی امانات دے کر اپنے بستر پر لٹایا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ آپ یہ امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچا کر مدینہ آ جایئے گا۔

ہجرت:

حضور اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد حضرت علیؓ نے بھی قریش کی امانات ان کے سپرد کر کے مدینہ کا رُخ کیا۔ قبا کے مقام پر حضور اکرم ﷺ سے مل گئے۔

مؤاخات:

مؤاخات کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنا بھائی بنانے کے لئے کسی انصاری صحابی کی بجائے حضرت علیؓ کا انتخاب فرمایا' شاید اس کے لئے کہ حضرت علیؓ بچپن سے ہی آپ ﷺ کے ساتھ رہ رہے تھے اور آپؓ کی پرورش بھی حضور اکرم ﷺ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

شادی:

یکم ذی الحج 2ھ بروز جمعۃ المبارک حضرت علی المرتضیٰؓ کا نکاح حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے ہوا۔

غزوات:

حضرت علیؓ نے تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شرکت فرمائی البتہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضور اکرم ﷺ خود آپؓ کو مدینہ کے انتظامات کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ غزوۂ بدر میں بہت سے کفار کو تہ تیغ کیا' مبارزت میں ہی اپنے حریف ولید بن عتبہ کو جہنم واصل کر دیا' غزوۂ احد میں جب ایک دفعہ مسلمان وقتی طور پر پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے تو حضرت علیؓ اس وقت بھی ڈٹے رہے تھے' غزوۂ احزاب کے موقع پر عمرو بن عبدود کا کام آپؓ نے ہی تمام کیا' خیبر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے آپؓ کو علم عطا فرمایا اور فتح حاصل ہوئی' غزوۂ حنین کے مشکل حالات میں بھی آپؓ ثابت قدم رہے اور حضور اکرم ﷺ کا دفاع کرتے رہے۔

معاہدۂ صلح حدیبیہ کی تحریر:

صلح حدیبیہ کے موقع پر معاہدہ کی تحریر لکھنے کا شرف بھی حضور اکرم ﷺ کے حکم سے آپؓ ہی کو حاصل ہوا۔

نقیب رسول اکرم ﷺ:

9ھ میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام حج بنا کر بھیجا تو بعد میں سورۃ براۃ کی آیات کا اعلان کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے آپؓ ہی کو بھیجا۔

حجۃ الوداع پر قربانی:

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ ھدی کے سو اونٹ لائے تھے' جن میں سے 63 آپ ﷺ نے خود ذبح فرمائے اور باقی 37 کو ذبح کرنے کی ذمہ داری حضرت علی المرتضیٰؓ کے سپرد فرمائی۔

حضور اکرم ﷺ کی تجہیز و تکفین:

حضرت علی المرتضیٰؓ کو حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو غسل دینے اور آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت بھی ملی۔

عہد صدیق اکبرؓ:

حضرت علی المرتضیٰؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ایک مشیر کی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اہم امور میں دیگر صحابہ کرامؓ کے علاوہ آپؓ سے بھی مشورہ لیا کرتے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو اپنا ولی عہد مقرر کرنا چاہا تو بھی حضرت علیؓ سے مشورہ طلب کیا اور آپؓ نے اس کے حق میں مشورہ دیا۔

عہد فاروق اعظمؓ:

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں بھی حضرت علیؓ مجلس مشاورت کے ایک اہم رکن تھے۔ سن ہجری کی ابتداء کے متعلق حضرت علیؓ کے مشورہ کے مطابق ہی فیصلہ کیا گیا۔ جنگ نہاوند کے موقع پر افواج بھیجنے کے متعلق بھی حضرت علیؓ کی رائے کو ہی قبول کیا گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کسی ضرورت کے تحت مدینہ سے باہر جاتے ہوئے کئی دفعہ حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کے انتظامات پر مقرر فرمایا مثلاً جب حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس کی طرف گئے تو مدینہ کا انتظام حضرت علیؓ ہی کے سپرد تھا۔

عہد عثمان غنیؓ:

حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں بھی آپؓ سے اہم امور میں مشورہ کیا گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے محاصرہ کے وقت علیؓ نے

www.downloadclassnotes.com

آپؓ کے دفاع کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور حضرت عثمان غنیؓ سے بلوائیوں کا مقابلہ کرنے کی بھی اجازت چاہی لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے اجازت نہ دی۔ حضرت عثمانؓ کی طرف سے بلوائیوں کے اعتراضات کے جوابات بھی دیتے رہے۔ اپنے بیٹوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کے دروازہ پر دفاعِ عثمانؓ کے لئے مقرر فرمایا۔ جب شہادت عثمانؓ کو بلوائیوں کی کارروائی کا وقت پر علم ہی نہ ہوسکا تھا کیونکہ انہوں نے عقبی دیوار پھلانگ کر حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا اور یہ دونوں دروازے کی طرف تھے۔

خلافت:

18 ذی الحج 35ھ کو حضرت عثمان غنیؓ شہید کئے گئے اور باختلاف روایات اگلے روز یا چند روز بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ پر خلافت کے لئے بیعت کی گئی۔

نوٹ: آپؓ کی خلافت اور اس کے بعد کے حالات قدرے تفصیل کے ساتھ اسی باب کے اگلے سوالات میں ذکر کئے جا رہے ہیں اس لئے ہم نے ان حالات کا یہاں ذکر نہیں کا۔ امید ہے کہ طلبہ اگلے سوالات کی مدد سے بقیہ حالات کو بآسانی سمجھ کر یہ سوال مکمل کر لیں گے۔

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کے انتخاب خلافت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب

انتخاب خلافت

حضرت علی المرتضیٰؓ کی بیعت خلافت کے متعلق کافی متضاد روایات ہیں۔ عموماً یہی معروف ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں موجود صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ سے اصرار کیا کہ آپؓ خلافت کا انتظام سنبھالیں۔ حضرت علیؓ شروع میں انکار کرتے رہے لیکن پھر انصار و مجاہدین کے اصرار پر ان کی بات قبول کر لی۔ البتہ بعض صحابہ کرامؓ نے بیعت نہیں کی۔ بعض دیگر روایات کے مطابق مصر کے بلوائی حضرت علیؓ کے پاس، کوفہ کے بلوائی حضرت زبیرؓ کے پاس اور بصرہ کے بلوائی حضرت طلحہؓ کے پاس آئے لیکن تینوں نے بیت لینے سے انکار کیا۔ پھر ہر طرف کے بلوائی باری باری حضرت سعدؓ بن ابو وقاص اور حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے پاس آئے لیکن ان دونوں نے بھی بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ اب مالک اشتر نخعی نے حضرت علیؓ کو راستہ میں روک کر زبردستی بیعت کی اور پھر سارے بلوائیوں نے بھی بیعت کر لی اور صحابہ کرامؓ نے بھی بیعت کر لی۔ چند صحابہ کرامؓ نے البتہ بیعت نہیں کی۔ ایک اور روایت کے مطابق بلوائیوں نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ بن ابو وقاص اور حضرت عبداللہؓ بن عمر سے مایوس ہو کر اہل مدینہ کو دھمکی دی کہ جلد کسی کو بیعت کر لیں ورنہ ہم ان پانچوں کو بھی شہید کر دیں گے۔ اس پر چند صحابہ کرامؓ کے علاوہ باقی اہل مدینہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی اور پھر بلوائیوں نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے بلوائیوں نے زبردستی بیعت کروائی تھی اور دوسری روایت کے مطابق حضرت زبیرؓ نے بالکل بیعت کی ہی نہیں تھی۔

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کو بطور خلیفہ کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟ نیز آپؓ نے ان مشکلات پر کس طرح قابو پایا؟

جواب

مشکلات

حضرت علی المرتضیٰؓ نے خلافت کی زمام کار ایسے حالات میں سنبھالی کہ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر کے مدینہ میں فساد بپا کر رکھا تھا۔ آپؓ کی خلافت سنبھالتے ہی کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ذیل میں ہم ان مشکلات کا مختصر طور پر ذکر کر رہے ہیں:

1- بہت سے صحابہ کرامؓ کا بیعت سے انکار: حضرت علی المرتضیٰؓ نے جب خلافت کی بیعت لی تو مدینہ میں موجود بہت سے صحابہ کرامؓ مثلاً حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابو وقاص، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت محمدؓ بن

ابومسلمہ، حضرت اسامہؓ بن زیدؓ، حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت کعبؓ بن مالک، حضرت مسلمہؓ بن مخلد، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت نعمانؓ بن بشیر اور حضرت رافعؓ بن خدیجؓ وغیرہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ مدینہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں موجود کئی صحابہ کرامؓ نے بھی بیعت نہ کی، خاص طور پر حضرت عائشہؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور مکہ و شام میں موجود دیگر صحابہ کرامؓ نے بیعت سے انکار کیا۔

2- قاتلین عثمان کا کنٹرول: حضرت علیؓ نے جس وقت خلافت کا انتظام سنبھالا اس وقت مدینہ پر قاتلین حضرت عثمان غنیؓ کا مکمل کنٹرول تھا۔ وہ ہر معاملہ میں اپنی من مانیاں کر رہے تھے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کے باوجود حضرت علیؓ نے جب انہیں مدینہ سے چلے جانے کا کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ خود حضرت علیؓ کو اس بات کا احساس تھا، چنانچہ جب بیعت کے بعد حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اب قاتلین سے قصاص لیجئے تو آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ:

"اے میرے بھائیو! میں بھی تمہاری طرح ان امور سے ناواقف نہیں، لیکن
اس قوم کا کیا کیا جائے کہ جو ہماری مالک بنی ہوئی ہے اور ہم ان کے مالک نہیں ہیں۔"

3- انتشارِ امت: حضرت علی المرتضیٰؓ کے خلافت سنبھالنے کے وقت حالات اس طرح سے ہو گئے تھے کہ امت مسلمہ میں شدید انتشار پیدا ہو چکا تھا۔ ایک طرف حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے صحابہ کرامؓ تھے کہ جن کا یہ خیال تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے فی الحال قصاص لینا ممکن نہیں ہے اور دوسری طرف عائشہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ بھی کیا جا رہا تھا۔ بلوائی الگ اپنی فتنہ بازیوں میں مصروف تھے اور ان کی ہر ممکن کوشش تھی کہ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ و حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان اتفاق اور صلح نہ ہونے پائے، کیونکہ انہیں علم تھا کہ اگر حضرت علیؓ کی حضرت عائشہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ سے صلح ہو گئی تو ہماری خیر نہیں، یہ سب مل کر ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ کچھ ہی عرصہ بعد خوارج کا فتنہ بھی پیدا ہو گیا۔

4- عثمانیؓ عمال کی معزولی: حضرت علیؓ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور حضرت عبداللہؓ بن عباس وغیرہ صحابہ کرامؓ کے منع کرنے کے باوجود حضرت عثمانؓ کے مقرر کئے ہوئے گورنروں کو معزول کر کے مختلف علاقوں کی طرف نئے گورنر بھیج دیئے۔ گورنروں کو معزول کر مختلف علاقوں کی طرف نئے گورنر بھیج دیئے۔ گورنروں کی یہ معزولی بھی مزید انتشارات کا باعث بن گئی۔ شام کی طرف گورنر بن کر جانے والے حضرت سہیلؓ بن حنیف اور کوفہ کی طرف گورنر بن کر جانے والے حضرت عمارہؓ بن شہاب کو راستہ سے ہی واپس پلٹنا پڑا، حضرت قیسؓ بن سعدؓ گورنر کی حیثیت سے مصر اور حضرت عثمانؓ بن حنیف بصرہ پہنچنے میں کامیاب تو ہو گئے لیکن وہاں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

5- قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ: حضرت علیؓ کے بیعت لیتے ہی ہر طرف سے قصاصِ عثمانؓ کا مطالبہ بھی زور و شور سے ہونے لگا۔ حضرت علی سمجھتے تھے کہ جب تک حالات کچھ بہتر نہیں ہو جاتے اور تمام علاقوں میں بیعت مکمل نہیں ہو جاتی تب تک وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر بہت سے صحابہ کرامؓ کا خیال تھا کہ قصاص عثمانؓ میں کسی قسم کی تاخیر نہیں ہونی چاہئے اور یہ فی الفور لیا جانا چاہئے۔ پھر اسی مسئلہ پر جمل اور صفین کی جنگیں بھی ہوئیں۔

6- خوارج کا فتنہ: حالات پہلے ہی انتہائی تلخ اور غیر تسلی بخش تھے کہ خوارج کی صورت میں ایک نیا فتنہ بھی سامنے آ گیا۔ انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ انہی خوارج کی طاقت کچلنے کے لئے نہروان کی جنگ لڑنا پڑی۔

مشکلات پر قابو:

حضرت علیؓ اپنے پورے دورِ خلافت میں ان مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے اور اسی وجہ سے آپؓ کو فتوحات وغیرہ کی طرف توجہ کا موقع نہ مل سکا۔ آپؓ ان تمام مسائل سے پوری طرح نپٹنے میں اگرچہ کامیاب نہ ہو سکے تاہم آپؓ نے خوارج کو شکست دے کر ان کا قلع قمع کیا، حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ آپؓ نے آخر پر صلح کر لی اور اس طرح کافی حد تک معاملات کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

سوال: جنگِ جمل پر نوٹ لکھئے۔

جواب

جنگ جمل

حضرت عائشہؓ کی مکہ سے روانگی:

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ حج کے لئے مکہ میں تشریف فرما تھیں۔ حج سے فراغت کے بعد آپؓ نے واپسی کا سفر شروع کیا۔ سرف کے مقام پر پہنچ کر عبد بن ام کلاب نامی ایک آدمی نے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی اطلاع دی۔ یہ خبر سن کر حضرت عائشہؓ نے مدینہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس مکہ آ گئیں۔

حضرت عائشہؓ کا خطاب:

حضرت عائشہؓ نے مکہ آ کر خانہ کعبہ میں لوگوں سے خطاب کیا اور قصاص عثمانؓ کے لئے مدد طلب کی۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہؓ بن عامر تیار ہوئے۔

حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ:

چند روز بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی مدینہ سے مکہ پہنچ گئے اور قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کرنے والی جماعت میں شامل ہو گئے۔

بصرہ کی طرف روانگی:

قصاصِ عثمانؓ کے لئے مزید جمعیت ساتھ ملانے کے لئے شام، کوفہ یا بصرہ جانے کی تجاویز پر بحث کے بعد بصرہ جانے کا فیصلہ ہوا اور مکی لشکر روانہ ہوا۔

حضرت علیؓ کی شام کے لئے تیاری:

حضرت امیر معاویہؓ اور اہلِ شام نے بیعت سے انکار کر دیا تھا اور حضرت علیؓ نے شام پر چڑھائی کے ارادہ سے لشکر تیار کر لیا تھا۔

شام کی بجائے بصرہ:

حضرت علیؓ کو حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی بصرہ روانگی کا علم ہوا تو آپؓ نے بھی شام کی طرف روانگی ملتوی کر کے بصرہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ اور حضرت حسنؓ نے منع کیا لیکن آپؓ اپنے ارادے پر ڈٹے رہے۔

حوأب کے کتے:

حضرت عائشہؓ جب حوأب کے تالاب پر پہنچیں تو آپؓ پر حوأب کے کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی ایک پیشین گوئی یاد آ جانے پر واپسی کا ارادہ کر لیا لیکن حضرت زبیرؓ نے کہا کہ "آپ واپس جارہی ہیں شاید اللہ آپ کے ذریعے لوگوں کے درمیان صلح کروا دے۔" چنانچہ حضرت عائشہؓ نے مزید آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت زبیرؓ کی اس بات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس لشکر کا ارادہ صلح اور خیر کا ہی تھا۔ دوسری روایت کے مطابق لوگوں نے گواہی دی کہ یہ حوأب نہیں ہے اس پر آپؓ نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔

حضرت عثمانؓ بن حنیف کے قاصد:

جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کا لشکر بصرہ کے قریب پہنچا تو یہاں پر حضرت علیؓ کے مقرر کردہ گورنر حضرت عثمانؓ بن حنیف نے حضرت عمرانؓ بن حصین اور ابوالاسود الدؤلی کو ان کا مقصد دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنی آمد کا مقصد بتلایا کہ ہم

صرف اصلاح کے لئے اور قصاص عثمانؓ میں تعاون حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ دونوں حضرت عثمانؓ بن حنیف کے پاس واپس پہنچے۔ حضرت عمرانؓ کے بولنے سے پہلے ہی ابوالاسود نے غلط رپورٹ پیش کی جس پر حضرت عثمانؓ نے غصہ میں آ کر اعلان کیا کہ میں انہیں بصرہ میں ہرگز داخل نہیں ہونے دوں گا۔ حضرت عمرانؓ نے کچھ کہنا چاہا لیکن انہوں نے غصہ میں ان کی بات پر توجہ ہی نہ دی۔

عثمانؓ کا مقابل آنا:

حضرت عثمانؓ بن حنیف مربد میں حضرت عائشہؓ کے لشکر کے مقابل آ گئے۔

حکیم بن جبلہ کی خباثت:

اہل بصرہ میں سے شرپسند حکیم بن جبلہ اور اس کے ساتھیوں نے بڑھ چڑھ کر حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملے شروع کر دیئے۔ حضرت عائشہؓ جنگ نہیں چاہتی تھیں' ان کے ساتھیوں نے ہاتھ روکے رکھے اور جنگ سے بچنے کے لئے دوسرے میدان میں چلے گئے۔ حکیم بن جبلہ ان کے پیچھے اس طرف بھی بڑھا لیکن شام ہو جانے کی وجہ سے حملے سے رک گیا۔

صلح کی آوازیں:

دوسرے روز پھر حکیم بن جبلہ نے اسی طرح کی کارروائی جاری رکھی' حالانکہ حضرت عائشہؓ کے لشکر والے صلح کے لئے آوازیں دے رہے تھے۔ آخرکار وہ لوگوں کو صلح کی بات چیت کی طرف لانے میں کامیاب ہو گئے اور صلح کی گفتگو شروع ہو گئی۔

صلح کی شرط:

صلح کے لئے یہ شرط طے ہوئی کہ کعب بن سور کو مدینہ بھیجا جائے وہ تحقیق کریں' اگر ثابت ہو کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے زبردستی بیعت لی گئی تھی تو بصرہ ان کے حوالے کر دیا جائے گا اور اگر اس کے خلاف ان کی رضامندی کی بیعت ثابت ہو تو انہیں مکہ واپس جانا ہوگا۔

کعب کی رپورٹ اور حضرت علیؓ کا خط:

کعب بن سور نے واپس کر رپورٹ پیش کی کہ بیعت زبردستی لی گئی تھی۔ دوسری طرف حضرت عثمانؓ بن حنیف کے پاس حضرت علیؓ کا خط پہنچا کہ زبردستی بیعت کا اقدام اتحاد و اتفاق کے لئے کیا گیا تھا۔

فسادیوں کا حملہ:

ان دنوں میں دونوں فریق ایک ہی مسجد میں نمازیں ادا کر رہے تھے۔ مفسدین نے جب صلح کی طرف پیش قدمی ہوتے دیکھی تو انہوں نے ایک روز عشاء کی نماز کے وقت اچانک حضرت عائشہؓ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ مجبوراً ان کو بھی کارروائی کرنا پڑی اور پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ بصرہ پر حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں کا قبضہ ہو گیا۔ حکیم بن جبلہ مارا گیا۔ حضرت عثمانؓ بن حنیف قید ہوئے لیکن حضرت عائشہ نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا۔ حضرت عائشہؓ کے لشکر نے بصرہ پر قبضہ کے بعد قاتلین عثمانؓ کو چن چن کر ہلاک کیا' البتہ دوسرے افراد کو کچھ نہ کہا گیا۔

علیؓ و عائشہؓ آمنے سامنے:

حضرت علیؓ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ سے چلے' راستہ میں لشکر میں اضافہ ہوتا گیا اور بصرہ پہنچنے تک آپؓ کے پاس بیس ہزار کا لشکر بن چکا تھا۔ دوسری طرف حضرت عائشہؓ کے لشکر کی تعداد تیس ہزار ہو چکی تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے صف آرا ہو گئے۔

صلح کی گفت و شنید:

حضرت قعقاعؓ بن عمرو کے ذریعے صلح کی بات چیت شروع ہو گئی اور یہی خیال تھا کہ جنگ تک نوبت نہیں پہنچے گی۔ رات کو دونوں لشکر مطمئن ہو کر سو گئے۔

مفسدین کی مشاورت:

حضرت علی المرتضیٰؓ کے لشکر میں بہت سے قاتلین عثمانؓ موجود تھے۔ انہوں نے جب صلح کی طرف بات بڑھتے دیکھی تو انہیں فکر لاحق ہوئی کہ اگر ان دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہوگئی تو انہوں نے متفق ہوکر ہمارے خلاف اقدام کرنا ہے اور پھر ہماری خیر نہیں۔ چنانچہ مالک بنالحارث المعروف اشترنخعی اور عبداللہ بن سبا المعروف ابن السوداء نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور یہی طے پایا کہ صلح کی کوئی صورت نہیں ہونے دی جائے گی۔

مفسدین کا حملہ:

رات کے پچھلے پہران مفسدین نے اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق اچانک دونوں لشکروں پر حملہ کردیا۔ اب ہر فریق یہ سمجھ رہا تھا کہ مخالف فریق نے حملے کی ابتداء کی ہے۔ اس طرح پرزور جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت زبیرؓ کی شہادت:

حضرت زبیرؓ کو حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ کا ایک فرمان یاد دلایا' جس پر وہ جنگ چھوڑ کر واپس چلے پڑے۔ صفوان کے مقام پر عمیر بن جرموز نے اپنے دو ساتھیوں کی مدد سے حضرت زبیرؓ کو شہید کردیا۔ یہ شروع سے ہی آپؓ کے تعاقب میں آرہا تھا۔

حضرت طلحہؓ کی شہادت:

دوران جنگ حضرت طلحہؓ بھی ایک تیر لگنے سے شہید ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تیر مروان بن حکمؓ نے چلایا تھا۔

حضرت عائشہؓ کا اونٹ:

اس جنگ میں حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ کو عربی میں جمل کہا جاتا ہے' اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ قاتلین عثمانؓ خاص طور پر اس اونٹ پر حملے کی کوشش میں مصروف تھے۔ بنوضبہ نے حضرت عائشہؓ کے دفاع کے لئے اونٹ کا گھیراؤ کرلیا اور آپؓ کے دفاع میں کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ اونٹ کی حفاظت میں 70 آدمی شہید ہوگئے۔ حضرت علیؓ نے بھی یہ خیال کیا کہ جب تک یہ اونٹ اپنی جگہ پر قائم ہے تب تک جنگ میں جوش بڑھتا رہے گا اور جنگ رکنے کی امید نہیں ہے۔ چنانچہ آپؓ نے اس طرح اونٹ کو گرانے کا حکم دیا کہ حضرت عائشہؓ کو نقصان نہ پہنچے۔ آخر کار ایک آدمی اونٹ کی پچھلی ٹانگیں کاٹ کر اسے گرانے میں کامیاب ہوگیا۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ اور محمد بن ابوبکرؓ قریب تھے' انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت عائشہؓ کے ہودج کو آرام سے سہارا دے کر نیچے اتار دیا۔ اس کے ساتھ ہی جنگ تھم گئی۔

بیٹا' ماں کے پاس:

جنگ رکنے کے بعد حضرت علیؓ خود حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے حال احوال دریافت کیا۔ حضرت عائشہ نے مشفقانہ لہجے میں جواب دیا۔

توہین عائشہ کی سزا:

اسی موقع پر حضرت علیؓ کے لشکر میں سے دو بھائیوں مجل بن عبداللہ اور سعد بن عبداللہ نے حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخانہ اشعار پڑھے۔ حضرت علیؓ کو علم ہوا تو دونوں کو سو سو کوڑے لگوائے۔

حضرت عائشہؓ کا خطاب:

جنگ کے بعد حضرت عائشہؓ نے دونوں لشکروں کے سپاہیوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا:

"اے میرے بیٹو! ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہوگئے۔

آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ خدا کی قسم! میرا اور علیؓ کا شروع سے ہی اختلاف تھا، لیکن یہ اختلاف اسی قسم کا تھا جیسے ساس اور داماد میں ہوتا ہے۔ فی الحقیقت علیؓ میرے نزدیک نیک آدمی ہیں۔"

حضرت علیؓ کا خطاب:

حضرت علیؓ نے بھی جواباً خطاب فرماتے ہوئے فرمایا،

"اے لوگو! خدا کی قسم! ام المومنین نے سچ فرمایا اور اچھی بات کہی ہے۔ میرا اور ان کا اختلاف واقعی اسی قسم کا تھا اور عائشہؓ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی زوجہ ہیں۔"

مقتولین کی تعداد:

عام روایت کے مطابق اس جنگ میں دونوں طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے اور حضرت علیؓ نے فرمان کے مطابق ان میں سے جو بھی اچھی نیت پر تھے، خواہ کس لشکر سے بھی تعلق رکھتے تھے وہ جنتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی واپسی:

حضرت علیؓ نے خود سواری اور زادِ راہ وغیرہ کا انتظام کر کے حضرت عائشہؓ کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ واپس روانہ کیا۔

سوال: جنگِ صفین پر نوٹ لکھئے۔

جواب

جنگِ صفین

حضرت علیؓ کا قاصد:

جنگ جمل سے فارغ ہو کر حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی کو حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بیعت کے مطالبہ کے ساتھ بھیجا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے بیعت کرنے سے انکار کرتے ہوئے قصاص عثمانؓ کی بات کی۔ انہوں نے حضرت جریرؓ کو دکھایا کہ کس طرح اہلِ شام حضرت عثمان غنیؓ کا خون آلود کرتا اور ان کی اہلیہ حضرت نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دیکھ کر رو رہے ہیں اور حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے عہد کر رہے ہیں۔

حضرت علیؓ کی روانگی:

حضرت علی المرتضیٰؓ پہلے بصرہ سے کوفہ پہنچے اور پھر وہاں سے صفین کی طرف روانہ ہوئے۔

اشتر کو سپہ سالار بنانا:

حضرت علیؓ نے مالک اشتر نخعی کو فوج کا سپہ سالار بنا کر آگے بھیجا اور خود بھی پیچھے چلے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے پہلے حضرت ابوالاعورؓ کو بھیجا اور پھر خود بھی روانہ ہوئے۔ حضرت ابوالاعورؓ نے پانی کے گھاٹ پر اور اچھی جگہ پر بھی پہلے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

جھڑپیں:

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ روزانہ چھوٹے چھوٹے دستے بھیجتے اور معمولی جنگ کے بعد یہ دستے اپنے اپنے لشکر میں واپس ہو جاتے۔ ذی الحج کا مہینہ اسی طرح گزرا۔

صلح کی بات چیت:

[illegible] پر دونوں لشکروں نے ایک دوسرے سے جنگ بندی کی درخواست کی تاکہ صلح کی کوئی صورت نکالی

جا سکے۔ محرم کا مہینہ ایسے ہی گزرا، لیکن صلح نہ ہو سکی۔ حضرت علیؓ بیعت لینے کے مطالبہ پر ڈٹے رہے اور حضرت امیر معاویہؓ اس بات پر ڈٹے رہے کہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

جنگ کا پیغام:

محرم گزرنے کے بعد پہلے حضرت علیؓ نے مرثد بن حارث کے ذریعے حضرت امیر معاویہؓ کی طرف جنگ کا پیغام بھیجا۔ اگلے روز سے پھر چھوٹی چھوٹی جھڑپیں شروع ہو گئیں۔

عام جنگ کا آغاز:

چند روز کی چھوٹی چھوٹی جھڑپوں کے بعد ایک روز حضرت علیؓ نے اپنی پوری فوج کو میدان میں نکلنے کا حکم دے دیا۔ مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ بھی پوری فوج کے ساتھ سامنے آ گئے اور اب روزانہ اسی طرح سے جنگ ہونے لگی۔

موت کی بیعت:

ایک روز بہت سے شامیوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کی۔ اس روز شروع میں تو حضرت علیؓ کے لشکر کا پلہ بھاری تھا لیکن پھر انہیں پسپا ہونا پڑا۔

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ:

ایک روز حضرت علی المرتضیٰؓ کی طرف سے لڑتے ہوئے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ شہید ہو گئے۔ ان کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ارشاد موجود تھا کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا ضروری ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کا گروہ اس لحاظ سے باغی تو ضرور تھا کہ انہوں نے بیعت نہیں کی تھی اور خلیفۂ وقت کے مقابلہ میں نکلے تھے لیکن گروہ کے باغی ہونے کا مطلب ضرور یہی نہیں ہے کہ وہ حق پر بھی نہ ہو۔ بغاوت بھی حق کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ درحقیقت حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں اپنے اپنے طور پر حق پر تھے۔ لیکن بعض غلط فہمیوں کی بناء پر ایک دوسرے کے مقابل نکلے۔

لیلۃ الہریر:

جنگ کے دوران ایک ایسی رات بھی آئی کہ ساری رات بھی معرکہ گرم رہا اور نہایت زوردار لڑائی جاری رہی۔ اسے لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے۔

نیزوں پر قرآن اٹھانا:

جب جنگ کسی طور رکتی نظر نہ آئی تو ایک روز حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت امیر معاویہؓ کو تجویز پیش کی کہ نیزوں پر قرآن اٹھا کر حضرت علیؓ کے لشکر کے سامنے جایا جائے اور انہیں قرآن کے مطابق فیصلہ کی دعوت دی جائے، اس طرح صلح ہو سکتی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اس تجویز کو پسند کیا اور پھر ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت علیؓ کے لشکر میں قاتلین عثمانؓ:

حضرت علیؓ کا پلہ اس وقت کافی بھاری تھا اور وہ اب جنگ روکنا نہیں چاہتے تھے، لیکن ان کے لشکر میں موجود قاتلین عثمانؓ نے اب ایک اور رنگ اختیار کیا۔ وہ حضرت علیؓ کو دھمکیاں دینے لگ گئے۔ طبری نے ان کے الفاظ اس طرح سے نقل کئے ہیں:

> ''اے علیؓ! جب تجھے کتاب اللہ کی دعوت دی جا رہی ہے تو تم اسے قبول کرو،
> ورنہ ہم تجھے اور تیرے مخصوص ساتھیوں کو ان کے لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے یا جو
> سلوک ہم نے عفان کے بیٹے (حضرت عثمانؓ) کے ساتھ کیا تھا وہی تیرے ساتھ کریں گے

(یعنی تجھے بھی قتل کر دیں گے)۔"

اشتر کی پس وپیش:

حضرت علیؓ نے مجبوراً اشتر نخعی کو میدان سے واپس آنے کا پیغام بھیجا۔ وہ کسی صورت بھی جنگ ختم نہیں کرنا چاہتا تھا اور وہ کافی پس وپیش کے بعد واپس آیا۔

حکمین کا تقرر:

حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمروؓ بن العاص کو فیصلہ کے لئے حکم مقرر کیا گیا۔ حضرت علیؓ اپنی طرف سے حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کو حکم بنانا چاہتے تھے لیکن ان کی جماعت نے تسلیم نہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم بنانے پر مجبور کیا' چنانچہ انہیں حکم بنا دیا گیا۔

معاہدۂ تحکیم کی تحریر:

13 صفر 37ھ کو تحکیم کا معاہدہ تحریر کیا گیا' جس کے مطابق دونوں حکم معاملات پر غور کے بعد رمضان المبارک میں دومۃ الجندل کے مقام پر فیصلہ کا اعلان کریں گے۔ اشتر اس معاہدہ کے حق میں نہیں تھا چنانچہ اس نے بطور گواہ دستخط کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

مقتولین:

جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر کی کل تعداد ساٹھ ہزار تھی جن میں سے بیس ہزار اس معرکہ میں کام آئے اور حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر کی کل تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی جن میں سے چالیس ہزار اس معرکہ میں کام آئے۔ گویا مقتولین کی کل تعداد ساٹھ ہزار تھی۔

قیدیوں کی رہائی:

تحکیم کے فیصلے کے بعد پہلے حضرت علیؓ نے اور پھر حضرت امیر معاویہؓ نے بھی مخالف فریق کے بنائے ہوئے قیدی رہا کر دیئے۔

حکم بنانے کی مخالفت:

حکمین کا تقرر ہو جانے کے بعد مفسدین نے ایک نیا شوشہ چھوڑا کہ اللہ کے علاوہ کوئی حکم کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی چیز کو بنیاد بنا کر انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو (معاذ اللہ) کافر کہنا شروع کر دیا اور الگ ہو گئے۔ اس گروہ کو خارجی کہا جاتا ہے۔

حکمین کی گفتگو:

حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جمع ہوئے اور معاملات پر غور شروع ہوا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت امیر معاویہؓ پر متفق ہو جانے یا حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص کو خلیفہ مان لینے پر اصرار کیا لیکن حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسے تسلیم نہ کیا اور حضرت عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ کا نام پیش کیا' لیکن حضرت عمروؓ بن العاص نے اسے تسلیم نہ کیا۔ آخر پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے تجویز پیش کی کہ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو معزول کر کے نئے خلیفہ کے تقرر کا معاملہ عوام پر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا کہ صحیح رائے تو وہی ہے جو آپ نے دی ہے۔

فیصلہ کا اعلان:

حضرت عمروؓ نے فیصلے کا اعلان کرنے کے لئے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو آگے کیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو روکا کہ آپ پہلے اعلان نہ کریں لیکن انہوں نے اعلان کر دیا کہ میں نے علیؓ و معاویہؓ دونوں کو معزول کیا ہے اور اب آپ لوگ نئے خلیفہ کا انتخاب خود کر لو۔ پھر حضرت عمروؓ بن العاص آگے بڑھے اور انہوں نے اعلان کیا کہ ابوموسیٰؓ نے اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) کو معزول

کر دیا ہے اور میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں، لیکن میں اپنے ساتھی (حضرت امیر معاویہؓ) کو برقرار رکھتا ہوں۔

ایک اعتراض کا رد:

یہاں اکثر لوگ حضرت عمروؓ بن العاص پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے (معاذ اللہ) بدعہدی کی اور جس فیصلے پر دونوں رضامند تھے اس کی بجائے ایک دوسری بات مجمع عام میں کہی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے خود بھی دورانِ گفتگو ایک دفعہ حضرت عمروؓ بن العاص سے کہا تھا کہ: (طبری کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں)۔

"تمہارا یہ کہنا ہے کہ معاویہؓ خون عثمان کے وارث ہیں، تو تم معاویہؓ کو خلیفہ بنا دو لیکن میں تو یہ نہیں کر سکتا کہ میں معاویہؓ کو خلیفہ بنا دوں۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اگرچہ یہ الفاظ اظہار بیزاری کے لئے ہی کہے ہوں گے لیکن بہر حال انہوں نے "تم معاویہؓ کو خلیفہ بنا دو" کے الفاظ کہہ ضرور دیئے تھے۔ پھر یہ بھی ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص حضور اکرم ﷺ کے فرمان "الحرب خدعۃ" (جنگ دھوکا ہے)۔ کے تحت اس اقدام کو جائز سمجھتے ہوں گے، تبھی انہوں نے اس طرح کیا اور علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

"اور عمروؓ بن العاص نے خیال کیا کہ لوگوں کو بلا امام اور اس حالت میں چھوڑنا ایک طویل و عریض فساد کی طرف لے جائے گا جس سے لوگوں میں اختلاف اس سے بھی بڑھ جائے گا پس انہوں نے مصلحت دیکھتے ہوئے معاویہؓ کو مقرر رکھا، اور اجتہاد صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔"

حکمین کی واپسی:

فیصلہ کے اعلان کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص حضرت امیر معاویہؓ کے پاس واپس پہنچے لیکن حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت علیؓ کے پاس نہیں گئے بلکہ مکہ چلے گئے اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔

سوال: جنگ نہروان پر نوٹ لکھیے۔

جواب

جنگ نہروان

فتنہ خوارج کا آغاز:

جب حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ نے تحکیم کا فیصلہ کیا اور حکمین مقرر کیے تو حضرت علیؓ کے لشکر میں سے ایک گروہ نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور وہ کہنے لگے کہ اللہ کے سوا کون حکم ہو سکتا ہے اسی بات کو بنیاد بناتے ہوئے انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کو کافر کہنا شروع کر دیا۔ وہ تحکیم کو شرک قرار دیتے تھے۔ ان لوگوں کو خوارج یا خارجی کہا جاتا ہے۔

خوارج کا نعرہ:

خوارج نے "لا حکم الا للّٰہ" (اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے) کو اپنا نعرہ بنا لیا تھا۔ وہ بات بات پر یہی نعرہ بلند کرتے۔ اسی نعرہ کی وجہ سے انہیں حکمی بھی کہا گیا ہے۔

خوارج کی فتنہ بازی:

ایک روز حضرت علیؓ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک آدمی نے اٹھ "لا حکم الا للّٰہ" کا نعرہ بلند کیا اور کھڑا ہو گیا، پھر اسی طرح یکے بعد دیگرے وہ اٹھتے رہے اور "لا حکم الا للّٰہ" کے نعرے بلند کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ کلمہ تو حق ہے لیکن وہ اس سے مفہوم باطل مراد لے رہے ہیں۔

خوارج کا اجتماع:

ایک روز خوارج عبداللہ بن وہب کے گھر جمع ہوئے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

خوارج نہروان کی طرف:

عبداللہ بن وہب کے گھر ہی مختلف تجاویز پر غور کے بعد خوارج اس بات پر متفق ہو گئے کہ نہروان کی طرف جانا چاہئے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ہمیں اکٹھے نہیں جانا چاہئے کیونکہ اس طرح ہمارا تعاقب کیا جائے گا' بلکہ ہمیں متفرق طور پر جانا چاہئے۔ چنانچہ اپنے اس فیصلہ کے مطابق وہ آہستہ آہستہ نہروان پہنچ گئے۔

بصرہ کے خوارج:

خوارج مدینہ نے بصرہ کے خوارج سے بھی خط و کتابت شروع کر کے انہیں بھی اپنے پروگرام سے مطلع کر دیا تھا۔ بصرہ کے خوارج ایک جگہ پر جمع ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے ان کی سرکوبی کے لئے ابوالاسود الدؤلی کو بھیجا۔ ابوالاسود ان کے مقابل پہنچ گیا لیکن یہ لوگ رات کے وقت نہروان کی طرف بھاگ گئے۔

حضرت علیؓ کی شام کے لئے تیاری:

حکمین کے فیصلہ کا اعلان کرنے کے بعد حضرت علیؓ نے دوبارہ حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف نکلنے کا فیصلہ کیا اور اس کی تیاری شروع کر دی۔

حضرت عبداللہ بن خبابؓ کی شہادت:

اسی دوران ایک واقعہ پیش آ گیا کہ خارجیوں نے حضرت عبداللہؓ بن خبابؓ اور ان کی اہلیہ کو دھوکے سے شہید کر دیا۔ اسی طرح انہوں نے اور بھی قتل و غارت گری کی۔ حضرت علیؓ تک جب یہ بات پہنچی تو آپؓ نے شام کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر کے خوارج کے خلاف نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔

حضرت علیؓ کا مطالبہ:

نہروان پہنچ کر حضرت علیؓ نے خوارج سے مطالبہ کیا کہ ہمارے آدمیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو تو ہم تمہارے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ لیکن خوارج نے آپؓ کی پیشکش کو قبول نہیں کیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اعلانِ امان:

حضرت علیؓ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کو امان کا علم دیکر بھیجا۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے جھنڈا تھام کر اعلان کیا کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اسے امان ہے' جو کوئی خوارج کا ساتھ چھوڑ کر کوفہ یا مدائن یا کسی اور علاقے کی طرف چلا جائے اسے بھی امان ہے۔ یہ اعلان سن کر بہت سے خارجی الگ ہو گئے۔ ان میں سے ایک سو حضرت علیؓ کے ساتھ آ ملے۔ طبری کے بیان کے مطابق خوارج کی تعداد چار ہزار تھی جو کہ اب کم ہو کر دو ہزار آٹھ سو رہ گئی۔

جنگ اور خوارج کی شکست:

حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ جب تک دشمن کی طرف سے ابتداء نہ ہو تب تک تم نے حملہ نہیں کرنا۔ پھر خوارج نے اچانک جنگ شروع کر دی اور شروع میں حضرت علیؓ کی فوج کو کچھ پیچھے ہٹانے میں کامیاب بھی ہو گئے لیکن پھر بہت جلد وہ گاجر مولی کی طرح کٹنا شروع ہو گئے اور انہیں عبرتناک شکست ہوئی۔ خوارج کا سردار عبداللہ بن وہب بھی جنگ میں مارا گیا۔ یہ واقعہ 38ھ میں پیش آیا۔

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کی اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں کو بیان کیجئے۔

جواب

اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں

حضرت علی المرتضیٰؓ کی اسلامی خدمات اور آپؓ کے کارہائے نمایاں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: خدمات قبل از خلافت اور خدمات بعد از خلافت۔

خدمات قبل از خلافت:

نوٹ: سوال کے اس حصہ کے لئے "حالاتِ زندگی" کے سوال سے مندرجہ ذیل ہیڈنگز دے کر آسانی سے یہ حصہ تیار کیا جا سکتا ہے:

1- بچوں میں سب سے پہلے قبول اسلام۔
2- علیؓ بستر نبوی پر اور امانات قریش۔
3- مؤاخات میں افضل ترین بھائی۔
4- غزوات میں کارنامے۔
5- معاہدۂ صلح حدیبیہ کی تحریر۔
6- نقیب رسول اکرم ﷺ۔
7- حجۃ الوداع پر قربانی۔
8- حضور اکرم ﷺ کی تجہیز و تکفین۔
9- عہد صدیق اکبرؓ میں حیثیت۔
10- عہدِ فاروق اعظمؓ میں حیثیت۔
11- عہد عثمان غنیؓ میں حیثیت۔

امید ہے کہ طلبہ اسی سوال کی مدد سے یہ حصہ تیار کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

خدمات بعد از خلافت:

1- مشکلات کا ثابت قدمی سے مقابلہ: حضرت علی المرتضیٰؓ کو انتظام خلافت سنبھالتے ہی کئی مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اس پر مستزاد یہ کہ آپؓ کو جو ساتھی ملے وہ بھی ایسے تھے کہ جو آپؓ کی بات ماننے کی بجائے اپنی منوانے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ ان سب حالات کے باوجود حضرت علیؓ نے ہمت نہ ہاری اور پامردی کے ساتھ مصائب کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔

2- حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت: 40ھ میں حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کی طرف مصالحت کا ہاتھ بڑھایا تاکہ آپس میں تلوار چلنا بند ہو سکے۔ حضرت علیؓ نے ان کی پیشکش قبول کر لی اور طویل مذاکرات کے بعد یہ طے پایا کہ حجاز و عراق اور مشرق کا باقی علاقہ حضرت علیؓ کے اور شام و مصر اور مغرب کا باقی علاقہ حضرت امیر معاویہؓ کے زیر تحت رہے گا۔ اس طرح سے آپؓ کے دور خلافت میں ہی اختلاف امت کی وہ لہر دب گئی کہ جو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت سے ابھری تھی۔ تاہم مصالحت میں پیش قدمی حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے ہونے کی وجہ سے یہ کارنامہ حضرت علیؓ سے زیادہ حضرت امیر معاویہؓ کا شمار کیا جا سکتا ہے۔

3- فتوحات: حضرت علی المرتضیٰؓ کے دورِ خلافت میں اگرچہ اندرونی خلفشار اس قدر بڑھ چکا تھا کہ آپؓ کو بیرونی فتوحات کی طرف توجہ دینے کی فرصت بالکل نہ مل سکی؛ تاہم سیستان اور کابل کی طرف بعض فتوحات ہوئیں اور 38ھ میں بحری راستہ سے کوکن پر بھی حملہ ہوا۔

4- بغاوتوں کا استیصال: مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر عجم کے علاقوں مثلاً کرمان اور فارس وغیرہ میں بغاوتیں پھیل گئیں۔ حضرت علیؓ نے ان بغاوتوں کے استیصال کے لئے زیادہ بن ابیہ کو بھیجا اور بغاوتوں پر قابو پا لیا گیا۔

5- خوارج کے فتنہ کا خاتمہ: حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں خوارج نے بھی عبداللہ بن وہب کی قیادت میں سر اٹھایا۔ آپؓ نے نہروان میں ان کو عبرتناک شکست دے کر ان کا قلع قمع کیا۔

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت پر نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب

شہادت

سازش کی تیاری:

ایک روز تین ملعون عبدالرحمٰن بن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر ایک مقام پر جمع ہوئے۔ یہ تینوں خوارج میں سے تھے۔ انہوں نے آپس میں طے کیا کہ 17 رمضان کو عبدالرحمٰن بن ملجم، حضرت علیؓ کو، برک بن عبداللہ، حضرت امیر معاویہؓ کو اور عمرو بن بکر، حضرت عمروؓ بن العاص کو قتل کر دیں۔ یہ سازش تیار کر کے تینوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور اپنے اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

قطامہ کا مہر:

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ پہنچا کیونکہ حضرت علیؓ نے دارالحکومت کوفہ میں منتقل کر دیا تھا اور اب وہ یہیں پر تھے۔ کوفہ میں یہ ملعون بنو تیم کی ایک عورت قطامہ کا عاشق ہو گیا اور اس کی طرف شادی کا پیغام بھیجا۔ قطامہ کا باپ اور ایک بھائی جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے مقابلہ میں مارے گئے تھے، جس پر اس عورت کو بہت غصہ تھا۔ جب عبدالرحمٰن بن ملجم نے اسے شادی کا پیغام دیا تو قطامہ نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کی شرط رکھی اور تین ہزار درہم، ایک غلام اور حضرت علیؓ کی شہادت کو اپنا حق مہر قرار دیا۔

دیگر دو ساتھی:

قطامہ نے اس مقصد کے لئے اپنے قبیلہ کے آدمی وردان کو بھی عبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ کر دیا اور شبیب نامی ایک آدمی کو عبدالرحمٰن بن ملجم نے خود اپنے ساتھ ملا لیا۔

حضرت علیؓ پر حملہ:

17 رمضان المبارک 40ھ کو جب حضرت علی المرتضیٰؓ فجر کی نماز کے لئے نکلے تو یہ تینوں بدبخت پہلے سے گھات لگائے ہوئے تھے۔ شبیب نے آگے بڑھ کر وار کیا جو حضرت علیؓ کو نہ لگ سکا، عبدالرحمٰن بن ملجم نے "لا حکم الا للہ" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آپؓ کی پیشانی پر زہر آلود تلوار ماری اور وردان بھاگ گیا۔

شہادت:

حضرت علیؓ زخمی حالت میں گھر لائے گئے اور پھر اپنے بیٹوں کو کچھ نصائح وغیرہ فرمائیں اور بار بار "لا الہ الا اللہ" پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی حالت میں وفات پا گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون).

تجہیز و تکفین اور جنازہ:

حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ نے آپؓ کو غسل دیا اور حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

قاتلین کا انجام:

وردان بھاگ نکلا تھا، لیکن حضرموت کے ایک آدمی نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ شبیب نے خود کو مجمع میں اس طرح شامل کر لیا کہ لوگوں کو اس کے شریک سازش ہونے کا علم نہ ہو سکا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم کو لوگوں نے پکڑ لیا۔ حضرت علیؓ نے زخمی حالت میں حکم دیا کہ اگر میں اس زخم سے مارا جاؤں تو اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے اور اگر میں ٹھیک ہو جاؤں تو اس کے متعلق خود فیصلہ کروں گا۔ پھر آپؓ کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت حسنؓ نے عبدالرحمٰن ملجم کو قتل کر دیا۔

برک بن عبداللہ کی کارروائی:

اسی روز منصوبے کے دوسرے کردار برک بن عبداللہ نے بھی فجر کے وقت ہی حضرت امیر معاویہؓ پر حملہ کیا لیکن وار اوچھا لگنے کی وجہ سے آپؓ بچ گئے اور اسے پکڑ لیا۔ یہ کہنے لگا کہ میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیجئے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا: خوشخبری کیا ہے؟ کہنے لگا: آج ہی میرے بھائی نے علیؓ کا خاتمہ کر دیا ہوگا۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت امیر معاویہؓ کی حضرت علیؓ سے مخالفت ہے اور آپؓ اس خبر سے خوش ہوں گے لیکن حضرت امیر معاویہؓ کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور انہوں نے اس کو قتل کروا دیا۔

عمرو بن بکر کی کارروائی:

اسی روز منصوبے کے تیسرے کردار عمرو بن بکر نے بھی فجر کے وقت ہی اپنے طور پر حضرت عمروؓ بن العاص پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ اس روز حضرت عمروؓ بن العاص پیٹ کی خرابی کی وجہ سے مسجد نہ آئے تھے اور حضرت خارجہؓ بن حذافہ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کے لئے بھیجا تھا۔ عمرو بن بکر نے انہی کو عمروؓ بن العاص سمجھتے ہوئے شہید کر دیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر حضرت عمروؓ بن العاص کے روبرو پیش کیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

سوال: حضرت علی المرتضیٰؓ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیجئے۔

جواب

سیرت و کردار

حضرت علی المرتضیٰؓ اخلاق اور سیرت و کردار میں نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ذیل میں ہم ان کی سیرت و کردار کے صرف چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

1- حب رسول ﷺ: حضرت علی المرتضیٰؓ کو بچپن میں ہی حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے اپنی کفالت میں لے لیا تھا اور آپؓ کی پرورش خود حضور اکرم ﷺ نے کی تھی اس لئے فطری طور پر حضرت علیؓ کو حضور اکرم ﷺ سے گہری محبت تھی۔ آپؓ نے اسی محبت کی وجہ سے ہر موقع پر حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔

2- کثرتِ عبادت: حضرت علیؓ نہایت کثرت کے ساتھ اللہ کی یاد اور عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ صبح صادق سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر نماز فجر تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہنا تو آپؓ کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ بھی بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز رہتے۔ عبادت میں مگن ہوتے تو کھانے پینے تک کا ہوش نہ رہتا۔

3- شجاعت و بہادری: حضرت علیؓ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ غزوات میں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے۔ عمرو بن عبدود جیسے پہلوان کو منٹوں میں جہنم واصل کر دیا۔

4- سادگی: حضرت علیؓ بہت زیادہ سادگی پسند تھے۔ سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ ابومطر بصری جب پہلی دفعہ مدینہ آئے تو حضرت علیؓ کو آپؓ کی سادگی کی وجہ سے تعارف سے قبل کوئی بدو یا دیہاتی سمجھ رہے تھے۔

5- جود و سخاوت: حضرت علیؓ سخی اور فیاض بھی تھے۔ آپؓ کے دروازے سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ ایک دفعہ صرف چار درہم پاس تھے لیکن چاروں خیرات کر دیئے اور اپنی ضرورت کا مطلق خیال نہ کیا۔

6- دوسروں پر بوجھ نہ ڈالتے: حضرت علیؓ ہر ممکن کوشش فرمایا کرتے تھے کہ اپنا کام کسی دوسرے کو نہ کہیں اور خود ہی سرانجام دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ کھجوریں خریدیں اور خود اٹھا کر لے جا رہے تھے ایک آدمی نے عرض کی کہ میں اٹھا لیتا ہوں لیکن آپؓ نے اسے پسند فرمایا۔

7- زہد وتقویٰ: حضرت علیؓ کا زہد وتقویٰ بھی بے مثل تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ کی محفل میں زاہدوں کا تذکرہ شروع ہو گیا اور کوئی کسی کو سب سے بڑا زاہد کہتا اور کوئی کسی کو۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: دنیا میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ زاہد علیؓ بن ابو طالب تھے۔

8- تصوف: صوفیاء کے بڑے بڑے سلسلے حضرت حسن بصری کے واسطہ سے حضرت علیؓ تک پہنچتے ہیں۔ محدثین نے اگرچہ عموماً حضرت علیؓ اور حضرت حسن بصری کی ملاقات تسلیم نہیں کی لیکن اہلِ تصوف کا اس پر اصرار ہے کہ حضرت حسن بصری نے آپؓ سے کسبِ فیض کیا تھا۔

9- علمی مقام: حضرت علیؓ کو فقہ اور خصوصاً علم الفرائض یعنی تقسیم وراثت کے فن میں کمال حاصل تھا۔ آپؓ کے مختلف فتاویٰ آج بھی محفوظ ہیں، جن سے آپؓ کے علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔

10- عدل ومساوات: ایک دفعہ حضرت علیؓ کی زرہ گم ہو گئی اور پھر آپؓ نے ایک نصرانی کے پاس دیکھ کر پہچان لی۔ اب آپؓ نے خلیفہ وقت ہونے کا فائدہ اٹھا کر زبردستی حاصل نہیں کی بلکہ عدل کے تقاضوں کے عین مطابق قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا اور پھر قاضی شریح نے ناکافی ثبوت کے باعث نصرانی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حضرت علیؓ نے کھلے دل سے فیصلہ تسلیم کر لیا۔ آپؓ کی یہ عدل پروری اور خلیفۂ وقت اور ذمی کے درمیان قائم کی جانے والی مساوات دیکھ کر وہ نصرانی مسلمان ہو گیا اور اقرار کر لیا کہ زرہ واقعی حضرت علیؓ کی ہی تھی۔ آپؓ نے زرہ اسی کو بخش دی۔

11- ظرافت وحاضر جوابی: حضرت علیؓ خشک طبیعت کے نہیں تھے بلکہ اچھا مزاح پسند فرماتے تھے۔ ایک روز حضور اکرم ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں بھی ان کے سامنے رکھے جاتے۔ کھجوریں ختم ہونے پر حضور اکرم ﷺ نے بطور مزاح فرمایا کہ لگتا ہے سب سے زیادہ کھجوریں علیؓ نے کھائی ہیں کیونکہ اس کے سامنے زیدہ گٹھلیاں ہیں۔ حضرت علیؓ نے فوراً کہا لگتا ہے آپ گٹھلیاں بھی نگل گئے ہیں کیونکہ آپ کے سامنے کوئی گٹھلی نہیں ہے۔

12- خطابت وشاعری: حضرت علیؓ فصحائے عرب میں سے تھے۔ نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ خطاب فرماتے۔ آپؓ کی تحریر بھی بہت خوبصورت ہوتی تھی۔ شاعری کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے اور خود بھی اچھے شاعر تھے۔

سوال: **عہدِ علی المرتضیٰؓ کے انتظام سلطنت پر جامع مضمون تحریر کیجئے۔**

جواب

انتظام سلطنت

حضرت عثمان غنیؓ کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کے پاس خلافت کا انتظام وانصرام آیا۔ ذیل میں ہم آپؓ کے انتظام سلطنت کے اہم خدوخال پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- حاکمیت اعلیٰ: عہد نبوی ﷺ اور عہد خلفائے ثلاثہؓ کی طرح عہد علی المرتضیٰؓ میں بھی حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے تسلیم کیا گیا تھا۔ کسی بھی فیصلہ میں سب سے پہلے قرآن حکیم سے راہنمائی حاصل کی جاتی اور اگر قرآن حکیم سے اس مخصوص مسئلہ میں واضح راہنمائی نہ ملتی تو وحی خفی کی طرف رجوع کیا جاتا۔

2- خلافت: حضرت عثمان غنیؓ کی وفات کے بعد اب حضرت علی المرتضیٰؓ نے مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے حکومت کی زمام کار سنبھالی اور آپؓ نے بھی امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔

3- مشاورت: حضور اکرم ﷺ اور خلفائے ثلاثہؓ کی طرح حضرت علی المرتضیٰؓ بھی امورِ مملکت کو اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے چلا رہے

www.downloadclassnotes.com

تھے لیکن آپؓ کی مجلس مشاورت میں غلط قسم کے افراد خاص طور پر قاتلین حضرت عثمانؓ بھی شامل ہو چکے تھے جو کہ آپؓ کو ہمیشہ الٹے مشورے ہی دیتے۔ نیز یہ کہ آپؓ کے عہد خلافت میں آپؓ کے مشیر ایسے افراد تھے کہ جو اپنے مشوروں کو آپؓ سے زبردستی منوانے کی کوشش کرتے تھے اور آپؓ ان سے کافی تنگ تھے۔

4- مرکزی نظام: پوری مملکت اسلامیہ بنیادی طور پر ایک مرکزی نظام کے تحت تھی۔ مرکزی نظام کے سربراہ کی حیثیت خود حضرت علی المرتضیٰؓ کے پاس تھی۔ مرکزی نظام کے فرائض میں سرحدوں کا دفاع، مفتوحہ علاقوں کا انتظام، عدالتی انتظام، اشاعت اسلام اور قیام امن وغیرہ شامل تھے۔ صوبائی عمال کا تقرر اور ان کا محاسبہ بھی مرکزی نظام ہی کے ذمہ تھا۔

5- صوبائی نظام: انتظامی امور میں آسانی کے لئے خلفائے ثلاثہؓ نے مملکت اسلامیہ کو ہمیشہ مختلف صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ حضرت علیؓ کے دور میں بھی صوبوں کی یہ تقسیم برقرار رہی، لیکن آپؓ کو اس تقسیم کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینے کا کوئی موقع نہ مل سکا۔

6- امراء: مختلف علاقوں میں مختلف امراء اور عمال کا تعین حضور اکرم ﷺ کے دور سے ہی ہوتا چلا آ رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے انتظام خلافت سنبھالتے ہی حضرت عثمان غنیؓ کے دور کے عمال کی برطرفی کا اعلان کر کے اپنی طرف سے نئے عمال مقرر فرمائے۔ لیکن حضرت عثمان غنیؓ کے گورنروں کی معزولی کا یہ اقدام انتشارات کا باعث بن گیا۔ شام کی طرف گورنر بن کر جانے والے حضرت سہلؓ بن حنیف اور کوفہ کی طرف گورنر بن کر جانے والے حضرت عمارہؓ بن شہاب کو راستہ سے ہی واپس پلٹنا پڑا، حضرت قیسؓ بن سعدؓ گورنر کی حیثیت سے مصر اور حضرت عثمانؓ بن حنیف بصرہ پہنچنے میں کامیاب تو ہوں گے لیکن وہاں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔

7- عمال کا احتساب: حضرت علیؓ نے بھی سابقہ ادوار کی طرح اپنے گورنروں اور عمال کے علاوہ دیگر افسران کے احتساب کی طرف بھی توجہ رکھی۔ اصطخر کے عامل منذر بن جارود کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ اپنے فرائض کی بجائے سیر و شکار کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں تو انہیں تنبیہی خط لکھا۔

8- فوجی نظام: حضرت علی المرتضیٰؓ کے عہد خلافت میں فوج کا کنٹرول اگرچہ آپؓ ہی کے ہاتھ میں تھا لیکن آپؓ کے فوجی افسران اپنی من مانیاں کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے۔ جنگ صفین کے موقع پر جب آپؓ نے اپنی فوج کے سپہ سالار مالک اشتر نخعی کو محاذ چھوڑ کر واپس آ جانے کا حکم بھیجا تو اس نے بہت زیادہ پس و پیش سے کام لیا اور اسی غصہ میں پھر اس نے تحکیم کے معاہدہ پر دستخط بھی نہ کیے۔ آپؓ نے چند چھاؤنیاں اور نئے قلعے بھی تعمیر کروائے۔

9- محکمۂ عدالت: حضرت علی المرتضیٰؓ کے عہد خلافت میں بھی محکمۂ عدالت قائم تھا۔ ایک نصرانی کے خلاف اپنی زرہ کا مقدمہ لے کر جانے کا خود آپؓ کا اپنا واقعہ مشہور ہے۔

10- بیت المال: حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے عہد خلافت میں بیت المال کی طرف بھی توجہ دی۔ جنگلات سے اس سے قبل کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا تھا، آپؓ نے اپنے عہد میں جنگلات کو بھی قابل محصول قرار دیا۔ بیت المال کے سامان کے ادھر اُدھر ہونے کا سختی سے نوٹس لیا کرتے تھے۔ حضرت ابورافعؓ بیت المال کے انچارج تھے۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم نے بیت المال سے کچھ شہد اور چربی منگوالی، آپؓ کو علم ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور دونوں چیزیں بیت المال میں واپس جمع کروائیں۔ جس قدر استعمال کی جا چکی تھیں ان کی قیمت ادا فرمائی۔

11- خلیفہ کی مہر: حضرت عثمان غنیؓ نے بحیثیت خلیفہ اپنی مہر بنوائی تھی۔ طبقات ابن سعد میں آپؓ کے صاحبزادے حضرت محمدؓ بن علیؓ المعروف محمدؓ بن حنفیہ کے حوالے سے مذکور ہے کہ حضرت علیؓ کی مہر پر "اللہ الملک" لکھا ہوا تھا۔

12- ذمیوں کے حقوق کا تحفظ: حضرت علی المرتضیٰؓ ذمیوں کے حقوق کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ذمیوں کی آبادی کی ایک نہر مٹی سے پٹ کر ختم ہو گئی، آپؓ نے دوبارہ کھدوائی۔ کچھ ذمیوں نے ایک عامل کی سخت مزاجی کی شکایت کی تو آپؓ نے اسے سرزنش کی۔